3-5-2019

دورہ قرآن(2019)

پارہ نمبر11(یَعْتَذِرُوْنَ)

قرآن مجید زندہ دل انسان کے لیے ایک نصیحت ہے۔

اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ وَّ قُرۡاٰنٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۶۹﴾

۔یہ تو ایک نصیحت ہے اور صاف پڑھی جانے والی کتاب،

لِّيُنۡذِرَ مَنۡ كَانَ حَيًّا

تاکہ اسے ڈرائے جو زندہ ہو۔(یس 69-70)

✧ابن القیم کہتے ہیں کہ

لوگوں کی تین قسمیں ہیں

- ایک وہ شخص جس کا دل مرچکا ہے، یہ وہ شخص ہے جس کا کوئی دل ہی نہیں اس آدمی کے حق میں کوئی آیت نصیحت نہیں بنتی۔وہ آیات سنتا اور پڑھتا ہے اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا جیسے مرے ہوئے انسان کے سر پر روئیں، چیخیں، چلائیں اس کو کچھ پتہ نہیں ہوتا۔
- دوسرا وہ شخص جس کا دل زندہ اور اہلیت رکھنے والا ہوتا ہے لیکن وہ تلاوت کرنے والی آیات کو کان لگا کر نہیں سنتا، غفلت سے سنتا ہے، جن کے ذریعے اللہ ان نشانیوں کے بارے میں خبر دے رہے ہیں جو دکھائی دینے والی ہیں یا تو وہ آیات اس تک پہنچی نہیں یا یہ کہ اس تک پہنچی ہیں لیکن اس کا دل ان آیات سے ہٹ کر کسی اور چیز میں مشغول تھا(بیٹھا قرآن کی مجلس میں تھا لیکن سوچ کچھ اور تھا اور توجہ اور چیزوں کی طرف تھی)اس کا دل غیر حاضر ہے اسے بھی نصیحت حاصل نہیں ہوتی حالانکہ اس میں اہلیت ہے اور اس کا دل موجود ہے۔
- تیسرا وہ آدمی ہے جس کا دل بھی زندہ ہے اور وہ اہلیت بھی رکھتا ہے، جس پر آیات کی جب تلاوت کی جاتی ہے وہ اپنا کان لگاتا ہے، اپنے دل کو حاضر کرتا ہے اور جو کچھ وہ سن رہا ہے اس کے فہم کے علاوہ اپنے دل کو کہیں اور مشغول نہیں کرتا، اس کا دل بھی حاضر ہے، کان بھی لگائے ہوئے ہے اس قسم کے لوگ ہیں جو ان آیات سے فائدہ حاصل کرتے ہیں جو تلاوت کی جاتی ہیں اور ان آیات سے بھی یعنی کائنات کی نشانیوں سے بھی فائدہ حاصل کرتے ہیں جو مشاہدے سے تعلق رکھتی ہیں۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ

وہ ہمیں زندہ دل عطا کرے تاکہ ہم قرآن میں خوب غور وفکر کریں، اور اس کو اپنے اندر جذب کریں اور اس پر عمل بھی کریں۔

سورت التوبۃ

❖ آیت94

یہاں پر اللہ سبحانہ وتعالی دولت مند منافقین کے پیچھے رہنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ ان کے پیچھے رہنے کے لیے ان کے پاس کوئی عذر نہ تھااور اب جب نبی ﷺ جنگ سے واپس لوٹیں گے ان کے پاس جائیں گے تو وہ عذر بہانے کریں گے معذرتیں لے کر آجائیں گے تو آپ ان سے کہہ دیجیے تم بہانے مت بناؤ ہم تمہاری باتیں نہیں مانیں گے یعنی تمہاری جھوٹی معذرتوں کی تصدیق نہیں کریں گے۔

کیونکہ اللہ تعالی نے ہمیں تمہارے حالات سے آگاہ کردیاہے اور اللہ کی بات سچی ہے۔

لہذا

تمہارے عذر پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

کیونکہ وہ ایسے ایسے بہانے پیش کررہے تھے جو بالکل اس کے برعکس تھے جس کی خبر اللہ تعالی دے چکے تھے۔

یہاں یہ بتادیاگیاکہ

اللہ اور اس کا رسول ﷺ تمہارے اعمال دیکھیں گے۔یعنی دنیامیں عمل صداقت کی میزان ہے۔ عمل سے پتہ چلتاہے، کسی کا رویہ بتاتاہے کہ وہ اپنی بات میں کتنا سچاہے۔ عمل کے ذریعے سچ وجھوٹ میں امتیاز ہوتاہے صرف باتوں سے کسی کے سچاہونے کانہیں پتہ چلتا۔

آخرت میں اس کے سامنے پیش کیے جاؤگے جس سے کوئی چیز اوجھل نہیں یہاں اللہ سبحانہ وتعالی کی یہ صفات بیان ہوئی ہیں کہ وہ غیب کو بھی جانتاہے اور حاضر کو بھی جانتاہے اس کے لیے سب برابرہے۔

تم برایابھلاجوکچھ کرتے ہو اللہ اس سے تمہیں آگاہ فرمائے گا۔

وہ اپنے عدل اور فضل سے تمہارے اعمال کی جزادے گا۔

یادرکھیے۔

کہ جب کوئی انسان برائی کاارتکاب کرتاہے تو اس کی تین حالتوں میں سے ایک حالت ہوتی ہے۔

- یعنی ظاہر اور باطن میں اس کی بات اور عذر کو قبول کیاجائے اور اس کی بناء پر اس کو معاف کردیاجائے۔یعنی کسی نے غلطی کی اور معذرت کی تو اس کی معذرت قبول کرلی گئی اور اس کو معاف کردیاگیا۔
- دوسری بات یہ ہے کہ اس کی معذرت قبول نہ کی جائے اور اس کو سزادی جائے۔
- تیسری بات یہ کہ گناہ کرنے والے کے گناہ سے اعراض برتاجائے اور کسی قسم کی سزانہ دی جائے۔

تو یہ تیسرارویہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی نے حکم دیاہے کہ منافقین کے ساتھ یہی رویہ اختیار کیاجائے۔

❖ آیت95

منافقت ناپاکی کی علامت ہے۔

یہاں پر یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ کچھ معالات، رویہ ایسے ہوتے ہیں جن میں انسان کو پتہ ہوتا ہے کہ سامنے والا بالکل جھوٹ کہہ رہا ہے، انتہائی غلط بات کر رہا ہے، اس کا عمل اس کے بالکل الٹ ہے، زبان سے وہ کچھ کہتا ہے عمل سے وہ کچھ کہتا ہے، لیکن آپ کے پاس قسمیں کھاتے ہوئے، جھوٹے سچے آنسو بہاتے ہوئے وہ آجاتے ہیں معذرت کرنے کے لیے۔

تواب یہ ہے کہ آپ کونسارویہ اختیار کریں گے؟

یاتو یہ ہے کہ معاف کر دیں اور کہیں میں تم سے راضی ہوں۔ آپ کیسے راضی ہیں۔ آپ راضی نہیں ہیں آپ اپنی رضامندی ظاہر نہ کریں۔

آپ اس پر سزا بھی نہ دیں کیونکہ اب وہ اللہ کا نام لے کر اپنے جھوٹ پر پردہ ڈال رہا

تو تیسرا رویہ اعراض، تغافل اور اگنور، ایسے لوگوں کو اگنور کر دینا چاہیے نہ خوشی کا اظہار کرنا چاہیے یہ ہی کوئی سزا دینی چاہیے۔ ان کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دینا چاہیے۔

❖ آیت96

بس انہیں فکر ہے کہ لوگ راضی ہو جائیں لوگوں کی نگاہوں میں اچھے بن جائیں یہ بھی نفاق کی ایک علامت ہوتی ہے کہ انسان کو لوگوں کی فکر زیادہ ہو کہ ان کے سامنے میری بے عزتی نہ ہو اور اللہ کا کوئی ڈر نہ ہو، اللہ کے سامنے شرمندگی نہ ہو۔

یادرکھیے۔

اگر ہم اپنی غلط باتوں پر، جھوٹ پر، فریب پر، دھوکے پر، پردہ ڈال کر جھوٹی باتیں کر کے دوسرے کو خوش کر بھی لیں۔یعنی بعض لوگ ہوتے ہیں جو لوگوں کو ڈستے ہیں، لوگوں کے لیے سازشیں کرتے ہیں، برے کام کرتے ہیں، لیکن جب لوگوں کے سامنے آتے ہیں بڑی خوشنما باتیں کرتے ہیں۔اور پھر ان کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن کو انہوں نے پیچھے سے ڈسا ہوا ہوتا ہے یا ان کو نقصان دیا ہوا ہوتا ہے، یا ان کو دھوکہ دیا ہوا ہوتا ہے ایسے میں سامنے والا راضی ہو بھی جائے لیکن اللہ دیکھ رہا ہوتا ہے کہ یہ شخص کتنا فسادی اور کتنا غلط کار ہے۔ تو خاندانی تعلقات میں بھی آپ کو بعض اوقات ایسے لوگوں سے واسطہ پیش آتا ہے جو پیٹھ پیچھے آپ کا گھر خراب کرتے ہیں، آپ کے شوہر کے دل میں آپ کے خلاف بری بری باتیں ڈالتے ہیں، اور اسی طرح کے چھپ چھپ کے غلط کام کرتے ہیں لیکن آپ کے سامنے آپ کو ظاہر نہیں ہونے دیتے تاکہ آپ سے جو فائدے ان کو پہنچ رہے ہیں وہ پہنچتے رہیں۔

فائدے بھی اٹھاتے ہیں اور دھوکہ بھی دیتے ہیں اور آپ کو پتہ بھی ہوتا ہے تو ایسے لوگوں سے اعراض برتنا چاہیے اور انہیں یہ یادرکھنا چاہیے کہ بندوں نے اگر کوئی سزا نہیں دی اور برا بھلا نہیں کہا، اور دنیا میں اس کے کوئی نتائج نہیں آئے لیکن جب اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے تو خوب شامت آئے گی۔

انسان کو اللہ کی خوشنودی کو بندوں کی خوشنودی پر مقدم رکھنا چاہیے۔

یعنی ہمیشہ دیکھنا چاہیے کہ کیا میرا رب بھی میرے اس طرز عمل سے راضی ہے یا نہیں؟

کیونکہ لوگوں کے برعکس اگر انسان اللہ کو راضی کرے تو اللہ سبحانہ وتعالی اس کے دنیا کے حالات بھی درست کر دے گا اور آخرت کے بھی۔

✧ ایک روایت میں آتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ مجھے ایک خط لکھیے جس میں میرے لیے نصیحتیں ہوں لیکن زیادہ نہ ہوں۔(یہ بھی بڑی حکمت کی بات ہے، کہ تھوڑی بات زیادہ یاد رہتی ہے)

توحضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے امیر معاویہ کو لکھا:

السلام علیکم امابعد!میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

جو شخص اللہ کی رضا لوگوں کو ناراض کر کے تلاش کرے گا تو لوگوں سے پہنچنے والی تکلیف کے سلسلے میں اللہ اس کے لیے کافی ہو گا۔

(جو لوگ ناراض ہوں گے کچھ دن بعد راضی ہو جائیں گے اللہ ان کے لیے کافی ہو جائے گا۔)اور جو شخص لوگوں کی رضامندی کو اللہ کے غصے میں تلاش کرے گا، اللہ اسے لوگوں کے سپرد کر دے گا۔

مقصد کیا تھا؟

ہر حال میں اللہ کو راضی رکھنے کی فکر کرو۔

اس آیت سے یہ بھی پتہ چلتاہے کہ اللہ فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۔

اگر ہم یہ چاہتے ہیں سچے دل سے کہ اللہ ہم سے راضی ہو جائے تو پھر ہمیں وہ کام کرنے چاہییں جن سے اللہ راضی ہو، جن سے اللہ محبت کرے۔

❖ آیت 97

یاد رکھیے

دیہاتوں میں رہنے والوں کے پاس علم حاصل کرنے کے ذرائع کم ہوتے ہیں، علم کی مجالس کم ہوتی ہیں اور ویسے بھی ان کا طرز زندگی rough and tough ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان کے مزاج کے اندر بھی سختی ہوتی ہے اور پھر قرآن وسنت کا علم نہ ہونے کی وجہ سے بھی ایک سختی آجاتی ہے تو اس لیے یہاں پر بہت اہم **نکتہ پتہ چلتاہے کہ**

انسان جہالت دور کرنے کے لیے علم حاصل کرے تاکہ اسکے دل کی سختی بھی جائے،اس کے رویے اور اخلاق کی سختی بھی ختم ہو۔

آپ نے دیکھا ہو گا چاہے دنیا کا علم بھی حاصل کیے ہوئے ہوں، ایک پڑھا لکھا، سمجھدار انسان میں ایک خاص قسم کی Humbleness اور عاجزی ہوتی ہے اس کے برعکس ان پڑھ شخص کے اندر ایک کھردرا پن ہوتا ہے تو علم حاصل کرنے کے لیے علماء کے پاس بیٹھنا چاہیے، علم کی مجلسوں میں شریک ہونا چاہیے۔

❖ آیت 99

آپ ﷺ صدقہ کرنے والوں کو دعا دیا کرتے تھے

اللہ کا قرب کس سے حاصل ہوتا ہے؟

ایمان کے بعد انفاق فی سبیل اللہ سے۔اور اس کے بارے میں انسان کو دل میں بخل نہیں رکھنا چاہیے۔دل میں تنگی نہیں رکھنی چاہیے، دین کو آگے بڑھانے کے لیے، طالب علموں پر، کتابوں پر، علم پھیلانے پر خوب خرچ کرنا چاہیے یہ چیز انسان کو اللہ کے قریب کرتی ہے۔

نبی ﷺ صدقہ کرنے والے کو دعا دیا کرتے تھے

اللھم صل علی آل فلاں

اے اللہ صدقہ دینے والے اور اس کی آل پر رحمت فرما

ایک موقع پر عبداللہ بن ابی عوفہ کہتے ہیں کہ میرے والد آپ ﷺ کے پاس صدقہ لیکر آئے تو آپ نے دعا فرمائی

اللھم صل علی آل ابی اوفی

اے اللہ ابو عوفہ کی اولاد پر رحمت فرما

یعنی صدقہ کے جو اثرات ہیں وہ صرف صدقہ کرنے والے پر نہیں ہوتے بلکہ اس کی نسلوں میں بھی خیر پہنچتی ہے آپ کے بچوں کی بھی حفاظت ہوتی ہے اور آگے ان کی نسلوں کی بھی۔ یہ اللہ تعالی کے قرب کا ذریعہ ہوتا ہے۔

برکت کی دعا بھی دینی چاہیے کہ اللہ تعالی تمہارے مال میں برکت دے۔

✷ وائل بن حجر کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو زکوۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ وہ ایک شخص کے پاس آیا تو اس نے کمزور سا اونٹ کا بچہ دے دیا زکوۃ میں۔

تو نبی ﷺ نے فرمایا: ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ایک شخص کو صدقہ وصول کرنے کے لیے روانہ کیا لیکن اس شخص نے یہ کمزور سا اونٹ کا بچہ دیا۔ اللہ اس میں اور اس کے اونٹوں میں برکت نہ فرمانا۔

آپ ﷺ کی یہ بات اس شخص کو پہنچ گئی کہ اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ یہ فرما رہے ہیں (کیونکہ دراصل اس کے ذریعے سب کو سکھانا مقصود تھا) تو وہ ایک خوبصورت اونٹنی لے کر آگیا اور عرض کرنے لگا کہ میں اللہ عزوجل اور اس کے نبی کے سامنے توبہ کرتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اللھم بارک فیه و فی اِبلِهٖ

اللہ اس میں اور اس کے اونٹوں میں برکت پیدا کر دے۔

یعنی آپ بھی اس سے راضی ہو گئے کیونکہ آپ اس سے اپنی ذات کے لیے کچھ وصول نہیں کر رہے تھے اللہ کے دین کے لیے کر رہے تھے۔

عام طور پر صدقہ کرتے ہوئے ہم اپنی پسندیدہ چیزیں نہیں دیتے اور ادھر ادھر کی وہ چیزیں جن کی ضرورت نہیں ہیں وہ صدقہ کرتے ہیں۔

ٹھیک ہے بعض اوقات زائد از ضرورت چیزیں بھی نکال لینا چاہیے کہ وہ کسی اور کی ضرورت ہو سکتی ہیں

لَن تَنَالُواْ ٱلۡبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُواْ مِمَّا تُحِبُّونَۚ وَمَا تُنفِقُواْ مِن شَيۡءٖ فَإِنَّ ٱللَّهَ بِهِۦ عَلِيمٞ

تو اپنا محبوب مال بھی اللہ کے راستے میں دینا چاہیے خصوصا فی سبیل اللہ نیکی کے کاموں کو آگے بڑھانے کے لیے۔

❖ آیت 100

---رضی اللہ عنھم---

ہمارے لیے قابل اتباع لوگ کون ہیں؟

جنہیں نبی ﷺ کا ساتھ نصیب ہوا دیکھا جائے کہ ان کا لائف اسٹائل کیا تھا۔

وہ اپنے مال کے معاملے میں کیا کیا کرتے تھے۔

ان کا طریقہ زندگی کیا تھا۔

اگر اللہ کی رضا چاہتے ہیں تو ان کو اپنا رول ماڈل بنائیں۔

یاد رکھیے

ہمیشہ آگے جانے والوں، سبقت کرنے والوں کی پیروی کرنی چاہیے نہ کہ وہ جو پیچھے ہیں، سست ہیں۔

اس سے inspiration لیں جو نیکی میں آپ سے آگے ہے اس سے نہ لیں جو آپ سے پیچھے ہے کہ ابھی تو وہ بھی نہیں کر رہا، اور ابھی وہ بھی نہیں آیا اور اس نے بھی شروع نہیں کیا، چلو جب وہ کرے گا میں بھی کر لوں گا۔ نہیں جو پہلے جا چکے، جو آگے بڑھ چکے، جو اوپر کے درجوں میں پہنچ چکے ان کو دیکھیں۔

یہاں انہی کی طرف اشارہ ہے۔

احسان کے ساتھ پیروی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ

ایمان لانے میں ان کی پیروی کی، نیک اعمال میں ان کی پیروی کی، اپنے اقوال اور اعمال میں اللہ کی رضا تلاش کرنے میں ان کی پیروی کی کہ جس طرح صحابہ کرام اور تابعین اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا کرتے تھے۔

❖ آیت 101

کس طرح اللہ تعالی نے نفاق کو ظاہر کیا اور مسلمانوں کو خبر دار کر دیا۔

نبی ﷺ کو بھی بعض منافقین کے نفاق کا علم نہیں تھا وہ اتنے ہوشیار، چالاک لوگ تھے، اپنی باتوں سے ایسا خوش کرتے تھے کہ آپ ﷺ کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ ان کے دل کا حال اندر سے کیا ہے،

دو مرتبہ سزا کیا ہے؟

ایک دنیا میں ایک قبر میں

بڑا عذاب کہاں ہے؟

آخرت میں

اس آیت میں بھی قبر کے عذاب کی دلیل ملتی ہے۔

❖ آیت 102

یاد رکھیے

بعض اوقات انسان ملے جلے عمل کرتا ہے اور اللہ سے امید بھی رکھتا ہے تو اختتام جس پر بھی ہو گا تو ان شاء اللہ اللہ سبحانہ و تعالی اپنی رحمت سے بخش دے گا۔

جب انسان کو پتہ ہو کہ میں کچھ نیکیاں کر رہا ہوں، مجھ سے کچھ غلطیاں بھی ہوتی ہیں تو اپنے گناہوں کے ازالہ اور کفارے اور انہیں دھونے کے لیے صدقہ کرتا رہے۔

- صدقہ نفاق کو بھی دور کرتا ہے۔
- صدقہ نفس کو بھی پاک کرنے کا ذریعہ ہے، مال کو بھی پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔
- رسول اللہ ﷺ کی دعائیں بھی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

❖ آیت104

صدقہ اور توبہ ساتھ ساتھ۔

سچی توبہ کیا ہے؟

جس میں انسان کوئی نیک عمل کر کے توبہ کرے۔ کوئی نفل پڑھ کر کرے، کوئی صدقہ دے کر کرے۔ جب بھی کوئی گناہ ستائے اس گناہ کو یاد کر کے صدقہ کرے تاکہ دل ٹھنڈا ہو جائے، ایک تسکین آ جائے،

غم کا علاج ہے صدقہ۔

بیماریوں کا علاج ہے صدقہ۔

نفاق دور کرنے کے لیے کیا ہے؟

عمل

عمل کر کے دکھائیں۔

❖ آیت106

کچھ اور لوگوں کی طرف اشارہ ہے کہ جن میں نفاق نہیں تھا لیکن محض سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔

❖ آیت107

یہ منافقین تھے جنہوں نے قباء کے علاقے میں مسجد قباء کے مقابلے میں ایک اور مسجد بنالی جس کو مسجد ضرار کہا گیا۔

یعنی تفرقہ بازی اسلام کے مقاصد کو نقصان دیتی ہے.

اس مسجد کو بنانے کا مقصد اسلام کا فائدہ نہیں بلکہ اسلام کی بجائے کفر کو فائدہ دینا تھا۔

اشارہ ہے ابو عامر الراہب کی طرف جو دور جاہلیت میں بڑا عبادت گزار تھا لیکن نبی ﷺ سے اس کو حسد ہو گی لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکایا کرتا تھا۔ مشرکین مکہ کے پاس تک گیا تھا مدد لینے کے لیے کہ کسی طرح آپ ﷺ کے خلاف کوئی محاذ آرائی کی جائے اور پھر جب وہاں کچھ نہیں بنا تو قیصر روم کی طرف گیا اور راستے میں ہی مارا گیا تو اللہ تعالی نے ایسے شخص سے چھٹکارا دیا۔

تو یہ مسجد بنائی گئی اس کو سپورٹ کرنے کے لیے کیونکہ منافقین جہاں کہیں اور بیٹھتے تھے تو پتہ چل جاتا تھا تو انہوں نے سوچا کہ مسجد میں بیٹھیں گے تو کسی کو شک ہی نہیں ہو گا لوگ سمجھیں گے بڑا نیکی کا کام کر رہے ہیں حالانکہ وہ مسجد کے اندر ہی بیٹھ کر اسلام کے خلاف سازشیں کرتے۔

بہانہ یہ کرتے کہ ہم نے معذور اور کمزور لوگوں کے لیے قریب کے علاقے میں مسجد بنائی ہے۔

❖ آیت 108

یاد رکھیے۔

اگر بدنیتی کے ساتھ کوئی نیک عمل کیا جائے تو وہ بھی انسان کے اوپر الٹا وبال کا باعث بنتا ہے۔

کسی بھی نیک عمل کے لیے بنیادی شرط یہ ہے کہ انسان کی اس میں نیت خالص ہو۔

نبی ﷺ کے پاس یہ لوگ آئے کہ آپ اس مسجد کا افتتاح کر دیں تا کہ مہر لگ جائے کہ یہ authentic ہے۔

اللہ تعالی نے آپ کو روک دیا۔

قباء والوں کی تعریف فرمائی ان کی پاکی کی بناء پر۔

ان سے پوچھا گیا کہ یہ ایسا کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں جس کی بناء پر اللہ تعالی نے ان کی تعریف کی تو پتہ چلا کہ یہ رفع حاجت کے بعد پتھروں اور ڈھیلوں سے صفائی کرنے کے بعد پانی سے بھی استنجاء کرتے تھے۔

یاد رکھیے

صرف ٹشو پیپر کافی نہیں ہوتا پانی سے دھونے سے ہی صحیح صفائی ہوتی ہے اور اسی صفائی اور طہارت کی وجہ سے اللہ پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اپنی جسمانی صفائی اور طہارت کا بھی انسان کو خوب خیال رکھنا چاہیے تاکہ فرشتے بھی نفرت نہ کریں، انسانوں کو بھی اذیت نہ ہو اور اللہ کی محبت بھی حاصل ہو۔

صاف رہنا فطرت کے اعمال میں سے ہے۔

✷ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پانچ چیزیں فطری ہیں۔

ختنہ کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا، بغل کے بال اکھاڑنا، ناخن تراشنا اور مونچھوں کا کتروانا۔

ان سب چیزوں کا اہتمام کرنا چاہیے ۔

خاص کر جمعہ کے دن۔

✷ اسی طرح رات کو بھی وضو کر کے سونے کی بڑی فضیلت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

جو آدمی باوضو رات گزارتا ہے ایک فرشتہ اس کی چادر میں رات گزارتا ہے۔ جب بھی وہ بندہ رات کی کسی گھڑی میں جاگتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے

اے اللہ اپنے اس بندے کو بخش دے کیونکہ اس نے باوضو حالت میں رات گزاری۔

بے شک بعد میں وضو ٹوٹ جائے مگر ابتدا میں کر کے سوئیں تو بخشش کی دعا ملتی ہے۔

❖ آیت 109

دین کے لیے اگر کوئی عمارت بنارہاہو تو اس میں دو چیزیں ہیں:

اس تعمیر میں اللہ کا خوف بھی ہے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کا شوق بھی ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ مجھ سے راضی ہو جائے۔

اشارہ ہے مسجد ضرار کی طرف جس میں نیت کا اخلاص نہیں تھا۔

یاد رکھیے

کہ کوئی physical عمارت بنائیں یا کوئی نیکی کا کام کریں جب تک اس کے نیچے اخلاص کی بنیاد نہیں ہو گی اس وقت تک جنت کا حصول ممکن نہیں۔ اگر اس کے نیچے دھوکہ اور فریب تو وہ عمارت گرے گی اور انسان کو جہنم میں لے جائے گی۔

بظاہر بڑا سا نیکی کا کام بھی جنت میں لے جانے والا نہیں اگر اللہ کے لیے نہیں کیا جارہا۔ نیکی چھوٹی بھی بڑا فائدہ دے جاتی ہے آدھی کھجور کا صدقہ بھی انسان کو جہنم سے بچاتا ہے اگر اللہ کے لیے کیا جائے اور بڑے سے بڑے کارنامے بھی چاہے وہ قرآن کی تلاوت ہو، یا قرآن کا پڑھنا پڑھانا ہو یا شہادت کی موت ہو یا اسی طرح بہت زیادہ سخاوت کرنا اگر وہ اللہ کی رضا کے لیے نہیں تو یہی اعمال سب سے پہلے جہنم میں لے جانے والے ہیں، دکھاوے کی نیکیاں جنت میں نہیں لے جائیں گی جہنم میں لے جائیں گی۔

اس لیے انسان کو سب سے زیادہ فکر اپنے اخلاص اور نیت کی ہونی چاہیے اور زیادہ پتہ چلتا ہے جب نیکی کام کر کے کہیں سے تنقید سننی پڑتی ہے تو آپ کتنا اپ سیٹ ہوتے ہیں یا کتنی راحت میں ہوتے ہیں کہ میں نے اللہ کے لیے کیا وہ دیکھ لے گا وہ قبول کرلے گا، اس لیے مجھے کسی کی باتوں کی کوئی پرواہ ہونی نہیں چاہیے۔

کیونکہ بعض اوقات آپ جب نیکی کے بہت کاموں میں آگے آگے ہوتے ہیں تو لوگ باتیں بھی بنانے لگتے ہیں کہ اس کو اپنی بڑی projection کا شوق ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا تو آپ سوچتے ہیں کہ اب میں نہیں کروں گی۔ اصل میں یہی تو آپ کا ٹیسٹ ہوا تھا آپ پھر بھی نیکی کریں گے یا نہیں کیا صرف لوگوں کی تعریف کی وجہ سے نیکی کریں گے یا تنقید کے باوجود بھی نیکی کے کام نہیں چھوڑیں گے۔

یاد رکھیے

کوئی کچھ بھی کرے جو آپ نے ٹھان لی ہے وہ کرنا ہی کرنا ہے، چاہے دنیا میں اس کا کوئی بھی نتیجہ سامنے آتا ہے کیونکہ اللہ کی رضا کے لیے انسان آزمایا جاتا ہے۔

اس سے انسان کو خود بھی پتہ چلتا ہے کہ میں بھلا یہ کام کیوں کررہا ہوں؟ کیونکہ بعض اوقات انسان کی ملی جلی سی نیت ہوتی ہے اتنی خالص نہیں ہوتی امتحان اور آزمائش سے انسان کو اپنی worth بھی پتہ چل جاتی ہے کہ میرے اندر کتنی ثابت قدمی ہے۔

❖ آیت 111

سوچیے خریدار کون ہے آپ کی جان کا، لینے والا کون ہے۔

اللہ آپ سے خریدنا چاہتا ہے آپ کی جان اور مال۔

یہ معاہدہ کہاں لکھا ہوا ہے؟

تین کتابوں میں تورات، انجیل اور قرآن سب میں۔

دنیا کی سب سے بہترین کتابوں میں یہ بات لکھی ہوئی ہے سب سے سچی کتابوں میں۔

کس کے ذریعے یہ معاہدہ کروایا جارہا ہے؟

رسول اللہ ﷺ کے ذریعے

معاوضہ کیا ہے؟

جنت

خریدار بھی بہترین، معاوضہ بھی بہترین، جہاں معاہدہ لکھا ہوا ہے وہ بھی بہترین، جس کے ذریعے معاہدہ کروایا جارہا ہے وہ بھی بہترین۔

یہ ساری چیزیں انتہائی سچی اور انتہائی authentic ہیں کیا پھر بھی کوئی شک ہے؟

کہ ہم اپنی جان، اپنا وقت، اپنی صلاحیت، اپنی ذہانت، اپنا مال اللہ کے راستے میں نہ لگائیں۔ خالصتاً اللہ کے لیے کیوں کہ اس کا بدلہ اللہ نے جنت لکھا۔ یہ سودا انتہائی قیمتی سودا ہے۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا:

خبردار سن لو اللہ کا سودا بڑا مہنگا ہے، سن لو بے شک اللہ کا سودا جنت ہے۔ تم سے مال اور جان لیتا ہے اور بدلہ میں جنت دیتا ہے۔

لیکن یاد رکھیے

جنت ہمارے اعمال کا صلہ نہیں ہو سکتی۔ ہمارے اعمال پھر بھی تھوڑے ہیں، جنت خریدنے کے لیے کافی نہیں پھر اس کے بعد یہ اللہ کا فضل اور رحمت ہوتی ہے کہ انسان جنت تک پہنچ سکے۔

❖ آیت 112

اس سودا کرنے والوں کی خصوصیات کیا ہوتی ہیں؟

ٱلتَّٰٓئِبُونَ توبہ کرنے والے، یعنی چھوٹی بڑی غلطی پر دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں اللہ ناراض نہ ہو جائے، کہیں ہمارا کانٹریکٹ منسوخ نہ ہو جائے، ایسے حالات نہ ہو جائیں کہ بیچ میں ختم کرنا پڑے۔ بار بار اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

ٱلْعَٰبِدُونَ عبادت گزار ہوتے ہیں۔ صرف فرض ادا نہیں کرتے نوافل کا بھی اہتمام کرتے ہیں، تہجد، صلوۃ الضحیٰ، فرض کے علاوہ سنتیں اور نفل بھی۔

ٱلْحَٰمِدُونَ ہر حال میں تعریف کرتے ہیں، اچھے برے ہر حال میں اللہ سے راضی ہوتے ہیں الحمدللہ ان کا تکیہ کلام ہوتا ہے۔

ٱلسَّٰٓئِحُونَ ایک معنی روزہ رکھنے والے، لیکن زیادہ ترجیح والا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے گھر سے حج وعمرہ کے لیے نکلتے ہیں، علم حاصل کرنے کے لیے، نیکی کے کاموں کے لیے، چین سے اپنے comfort zone میں بیٹھے نہیں رہتے بلکہ نکلتے ہیں۔

ٱلرَّٰكِعُونَ یعنی humble ہیں اور نمازوں میں بھی رکوع کی پابندی کرنے والے۔

ٱلسَّٰجِدُونَ خوب سجدے کرنے والے۔

ٱلۡأٓمِرُونَ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَٱلنَّاهُونَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِ وَٱلۡحَٰفِظُونَ لِحُدُودِ ٱللَّهِۗ

ایک طرف نیک کام کرنے والے دوسری طرف بڑی احتیاط برتنے والے ہیں زندگی میں۔ اللہ نے جہاں جہاں روکا ہے وہاں رک جائیں، حدوں کو پار نہ کریں، جن چیزوں کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے ان کو اپنی زندگی میں حرام کرلیں، چاہے وہ اقوال میں سے ہوں، چاہے وہ افعال میں سے ہوں، چاہے وہ ماکولات اور مشروبات میں سے یا شوہر اور بیوی کے تعلقات میں سے۔

ہر معاملے میں حدود بتادی گئی ہیں کہاں تک جائز اور کہاں سے ناجائز شروع ہو جاتا ہے حتی کہ شک میں پڑنے والی چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہیے تو ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے اپنی جان اور مال کا سودا کرر کھا ہے، انہوں نے اپنا آپ بیچ رکھا ہے۔

تو ہم بکے ہوئے لوگ ہیں، ہمیں اپنے آپ کو شیطان کے ہاتھ نہیں بیچنا، اپنی خواہشات کے ہاتھ نہیں بیچنا، اللہ کو بیچنا ہے تاکہ بدلے میں ہمیں جنت مل سکے۔ پیدا بھی ہمیں اللہ نے کیا ہے جو کچھ مال، جان ہے وہ بھی اللہ ہی کی طرف سے، علم ہے، نیکی کی کوئی توفیق اور قدرت بھی اللہ ہی کی دی ہوئی ہے تو کوئی بڑی بات تھوڑی ہے جس نے سب کچھ دیا ہے واپس اسی کو سب کچھ دے کر انعام لے رہے ہیں۔ کتنا بڑا فضل ہے اور کتنی بڑی رحمت۔

❖ آیت 113

یادرکھیے ایمان کی تکمیل کے لیے اللہ کی رضا کو مقدم رکھنا ضروی ہے۔

❖ آیت 114

إِبۡرَٰهِيمَ لَأَوَّٰهٌ حَلِيمٌ

ابراھیم بڑے نرم دل اور بردبار تھے

اللہ تعالی نے ان کی یہ خوبیاں بیان کی ہیں ہم دیکھیں کیا ہم ان کے نقش قدم پر ہیں؟ یا نہیں

❖ آیت 117

یادرکھیے

عام حالات میں امن میں سکون میں، وسائل کے ہوتے ہوئے کسی خیر کے کام میں کسی کا ساتھ دینا تو بہت آسان ہے لیکن جب ہر طرف سے تنگی اور آزمائش ہو جیسے غزوہ تبوک کے موقع پر تھی اس کی طرف اشارہ ہے۔ اور اس وقت نیکی کے کام میں کسی کا ساتھ دینا جب آپ خود بھی hand to mouth ہوں۔

ایک ہوتا ہے آپ کے پاس فارغ وقت ہے اس میں کسی کی خدمت کرنے چل پڑے اور ایک ہوتا ہے کہ آپ کے بھی اپنے سو کام ہیں اور آپ ان کو چھوڑ کر پھر اللہ کی خاطر نکلتے ہیں اور دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

ایک یہ ہے کہ آپ کے پاس بہت مال ہے اور اس میں سے تھوڑا سا دے دیں اور ایک یہ ہے کہ آپ کے پاس زیادہ نہ ہو تو بھی اس میں سے نکال کر دوسرے کو دیتے ہیں یہ اعلی ترین درجہ ہوتا ہے، یہ اللہ کے یہاں بکنا ہوتا ہے۔

مشکل وقت میں ہمت ٹوٹنے لگتی ہے تو ایک دوسرے کی ہمت بڑھانی بھی چاہیے۔

یہ اللہ کی رحمت ہوتی ہے کہ ہماری reluctance کے باوجود اللہ ہمیں نیکی کی توفیق دے کر ہم سے نیکی کروا لیتا ہے۔

انسان اللہ کا کتنا شکر ادا کرے کہ وہ کچھ کروا لیتا ہے اور کچھ کرنے کی توفیق دیتا ہے۔

کیسے کیسے چھپے ہوئے لوگ ہمارے درمیان موجود ہیں جو کیسی کیسی قربانیاں کر کے قرآن کی محبت میں یہاں تک پہنچتے ہیں، ہر ایک کا درجہ پھر اسی کے مطابق ہے، جتنی مشقت اتنا ہی بڑا اجر۔

کچھ کاموں پر نفس مائل نہیں ہوتے۔ طویل روزے اور راتوں میں لمبا قیام تو یہ بھی اللہ کی توفیق سے ہی ہو گا۔

توفیق مانگتے رہیے، آسانی مانگتے رہیے۔ جب اللہ تعالی کسی چیز کو آسان کر دیتا ہے تو آپ حیران ہو جاتے ہیں کہ یہ اللہ نے مجھ سے کروا لیا میں تو اس قابل ہی نہیں ہوں۔ اور پھر کچھ کام ہمارے پسندیدہ، مرضی اور شوق کے ہوتے ہیں ان کو کر کے ہمیں مزہ آتا ہے کبھی کبھی کچھ کام نیکی کے ایسے بھی کرنے پڑ جاتے ہیں جو نفس پر بڑے گراں ہوتے ہیں ان کو بھی کر لینا چاہیے۔ کیونکہ جو کام نفس کے خلاف کیا جاتا ہے اس میں اتنی ہی زیادہ برکت ہو جاتی ہے وہ تھوڑا سا بھی ہو تو وہ بہت بڑا ہو جاتا ہے۔

پھر اسی طرح بعض اوقات circumstances ہمارے حق میں نہیں ہوتے، گھر کا ماحول نہیں ہوتا، لوگ نہیں ہوتے، سواری نہیں ہوتی، بہت سی مشکلات ہوتی ہیں اس کے باوجود جب انسان determined ہوتا ہے کہ یہ کرنا ہے پھر اللہ سے دعائیں مانگتا ہے، وسعت اور سہولت مانگتا ہے تو اللہ تعالی دیتے ہیں، تجربہ کر کے دیکھ لیجیے۔

اللہ تعالی صرف آپ کی نیت، آپ کا ارادہ اور آپ کے دل کی حالت چاہیے کہ یہ اندر سے کیا چاہتا ہے۔

مشکل کیا ہے؟

مشکل باہر نہیں ہے ہمارے اندر ہے۔ ہم ہمت توڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔

جب کسی نیکی کے لیے Burning Desire ہوتی ہے تو ساری زنجیریں کٹ جاتی ہیں اور انسان اپنی آخری منزل تک پہنچ جاتا ہے۔

تو اللہ تعالی انسان کو مسلسل ایسی آزمائشوں کے ساتھ آزماتا ہے جن کو وہ ناپسند کرتا ہے اور پھر اللہ تعالی اس بندے کو اس مرتبہ تک پہنچا دیتے ہیں۔

بعض اوقات ایک بندے کے لیے اللہ تعالی نے اعلی مرتبہ رکھا ہوتا ہے لیکن وہ اعمال میں بڑا سست سا ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس کو کسی امتحان میں ڈال دیتے ہیں اور اس آزمائش میں ڈال کر اس کو وہیں پہنچاتے ہیں یہ بھی اللہ کا فضل ہوتا ہے لیکن ہم پر کوئی مشکل آتی ہے تو کہتے ہیں کہ شاید اللہ ہم سے ناراض ہے یہ شیطان کا وسوسہ ہوتا ہے۔

اس لیے ہر حال میں الحمَّادون اور قیامت کے دن بلند مرتبہ والے ہوں گے حمَّادُون جو ہر حال میں اللہ کی تعریف کرتے ہیں اور اللہ سے مدد مانگتے رہتے ہیں۔

❖ آیت118

منافقین نے آکر جھوٹی قسمیں کھائیں، کچھ اور لوگوں کا معاملہ بھی نپٹ گیا۔ اب تین لوگ ایسے مدینہ میں رہ گئے کہ جنہوں نے صرف سستی کے مارے کہ کل نکلتے ہیں، پرسوں نکلتے ہیں اور پھر فوج بہت آگے نکل گئی اور وہ پیچھے کے پیچھے ہی رہ گئے اور پیچھے رہ کر بھی ان کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ نبی ﷺ جب واپس آئے تو منافقین تو جھوٹے عذر کر کے اپنا معاملہ صاف کر کے چل دیئے لیکن یہ تین سچے لوگ تھے انہوں نے جھوٹ نہیں بولا لیکن وقتی طور پر ان پر بڑی سخت آزمائش آئی۔ 40 دن تک سب نے ان سے سوشل بائیکاٹ کر دیا۔ نبی ﷺ سمیت کوئی ان سے بات چیت نہیں کرتا تھا اور آخر میں ان کو بھی اللہ نے معاف فرمادیا۔

تو کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ہماری غفلت اور کوتاہی ہمیں کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتی ہے تو وہ بھی گناہوں کو دھونے کا ذریعہ ہوتی ہے۔

کیونکہ کوئی ان سے بات نہیں کرتا تھا تو وہ اپنے آپ سے بھی بیزار ہو گئے۔ سوشل interaction انسان کی ضرورت ہوتی ہے، صبح اٹھتے ہی اسے کسی سے بات چیت کرنے کی ضرورت پڑتی ہے آپ سوچیئے 40 دن آپ سے کوئی بات نہ کرے اور کوئی آپ کے سلام کا جواب بھی نہ دے تو کتنا مشکل وقت ہو گا۔ ہمیں تھکاوٹ ہوتی ہے، تنگی ہوتی ہے، مشکل ہوتی ہے ہم ہر چیز express کرتے ہیں اپنے پیاروں کو بتاتے ہیں آج یہ ہو گیا آج وہ ہو گیا ایسے کر کے ہمارا catharsis ہو جاتا ہے لیکن جب کوئی سننے والا ہی نہ ہو تو غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں ہم پر۔

انہیں یقین تھا کہ اللہ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں اگر جھوٹ بولیں گے تو کوئی اور انہیں پناہ نہیں دے گا سچ میں ہی فائدہ ہے اگرچہ وقتی طور پر مشکل ہے۔

❖ آیت119

وَتَعَاوَنُوا۟ عَلَى ٱلْبِرِّ وَٱلتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا۟ عَلَى ٱلْإِثْمِ وَٱلْعُدْوَٰنِ ۚ

❖ آیت120

جب انسان اللہ کے راستے میں ہوتا ہے تو ہر چھوٹی بڑی چیز پر اجر لکھا جارہا ہوتا ہے یعنی انسان اگر وضو کر کے مسجد میں جا بیٹھتا ہے تو جب تک وہ نماز کا انتظار کرتا ہے وہ نماز ہی کی حالت میں گنا جاتا ہے۔ تو جب آپ کسی نیک کام کی نیت کر لیتے ہیں تو اجر شروع ہو جاتا ہے فی سبیل اللہ نکلتے ہیں علم حاصل کرنے کے لیے یا اگر آپ حج وعمرہ کے لیے نکلتے ہیں آپ گھر سے نکلتے ہیں سارا راستہ آپ کے لیے نیکی لکھی جاتی ہے ایک ایک قدم پر۔

لیکن یاد رکھیے:

نیک اعمال کا اجر تھکاوٹ کے مطابق ہے جتنا کسی کام میں آپ اپنے آپ کو زیادہ تھکاتے ہیں محنت کرتے ہیں اس کا اجر اتنا ہی زیادہ ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات آپ کی محنت بہت زیادہ ہوتی ہے لیکن output چھوٹا سا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتا کہ آپ کا output کتنا ہے وہ یہ دیکھتا ہے کہ اس کے پیچھے محنت کتنی بڑی ہے۔

اسی طرح ایسے لوگ جب ریٹائر بھی ہو جائیں تو ان کو پینشن ملتی رہتی ہے یعنی اگر وہ بیمار ہو جائیں یا سفر پر ہوں تو بھی ان کے نامہ اعمال میں وہ سارے اعمال ویسے ہی لکھ دیئے جاتے ہیں جو وہ صحت کی حالت میں مستقل طور پر کرتے رہے ہوں اور نیک عمل کی تو نیت پر بھی اجر مل جاتا ہے۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا: جو اپنے بستر پر آئے اور اس کی نیت یہ ہو کہ رات کو اٹھ کر نماز پڑھوں گا (تہجد) پھر اس پر نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ سوتے سوتے صبح ہو گئی تو اس کو جس عمل کی تہجد کی نیت نے سلا دیا تو اس کا بھی ثواب ملے گا۔ تہجد لکھے گئے اور وہ نیند اس کے رب کی جانب سے اس پر صدقہ ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ اس پر بھی

راضی ہوا اور اس کو ایک طرح سے سکون دے دیا۔ بعض اوقات انسان بہت تھکا ہوا ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کا شوق ہوتا ہے کہ میں کچھ کر لوں لیکن عین کام کرتے وقت اونگھ آجاتی ہے۔ آپ بڑے شوق سے مسجد آتے ہیں خطبہ سننے، سنتے سنتے بیچ میں غائب ہو جاتے ہیں اس وقت بھی ثواب لکھا جاتا ہے کیونکہ آپ کی نیت کاؤنٹ ہو رہی ہے۔

آیت 121 چھوٹی بڑی ہر نیکی مجاہدین کی قبول ہو جاتی ہے۔

❖ آیت 122

غزوہ تبوک میں تو سب کو نکلنے کا حکم تھا بہت مشکل وقت تھا لیکن یہ حکم ہمیشہ کے لیے باقی نہیں رہا کہ میدان جنگ میں سب کو نہیں نکلنا۔

پھر کچھ اور کیا کرنا، **جہاد فی سبیل اللہ قتال ہی نہیں تو کچھ اور کیا ہے؟**

علم کا راستہ فی سبیل اللہ ہے۔

پھر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ہر فرقہ میں سے یعنی ہر خاندان، ہر برادری، ہر علاقے، شہر، گاؤں، قصبہ میں سے کچھ لوگ دین میں سمجھ پیدا کرنے کے لیے نکلتے یعنی ایک ہے physically اسلام کی سرحدوں کا دفاع اور ایک ہوتا ہے intellectually اسلام کی سرحدوں کا دفاع اور وہ ہوتا ہے علم حاصل کر کے۔

تو چاہیے یہ کچھ لوگ دین کی سمجھ حاصل کرنے کے لیے نکلیں تاکہ جب وہ واپس جائیں تو اپنے لوگوں کو برے انجام سے ڈرائیں یعنی ہر علاقے سے کچھ نہ کچھ لوگ مخصوص ہونے چاہیے جو علم میں expertise حاصل کریں اور باقی ساری کمیونٹی کو سکھائیں۔

کیونکہ ہر سوسائٹی کے اندر علماء ہونے چاہیے تاکہ وہ لوگوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہیں اور ویسے بھی ہمارے دین میں عالم کی عابد پر بہت بڑی فضیلت حاصل ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا تذکرہ کیا گیا ان میں سے ایک عابد تھا اور دوسرا عالم۔ آپ نے فرمایا:

عالم کی عابد پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح میری تمہارے ادنیٰ ترین آدمی پر۔

ابو عمّار حصین بن حُرَیث کہتے ہیں میں نے فُضیل بن عیاض کو کہتے ہوئے سنا کہ ایسا عالم جو عمل کرنے والا ہے، علم سکھاتا ہے آسمان کی بادشاہت میں بڑا آدمی پکارا جاتا ہے۔

(جیسے دنیا میں بڑے بڑے آدمی ہوتے ہیں تو ویسے ہی وہ علم سکھانے والا، جو عمل بھی کرے وہ آسمانوں میں بہت بڑا شمار ہوتا ہے)

تو آپ خود سوچیے ایک وہ تعریف اور اسٹیٹس ہے جو دنیا میں انسان کو ملے اور ایک وہ ہے جو آخرت میں ملے لیکن وہ عمل کے ساتھ ملتا ہے اور وہ آسمانوں پر ملے۔ زمین کے مقابلے میں آسمان تو آسمان ہی ہیں اور آسمانوں پر جو مخلوق ہے وہ زمین والوں سے افضل ہے تو انسان کو ہمیشہ بڑے درجوں کی تمنا رکھنی چاہیے علم کے لیے وقت ضرور نکالنا چاہیے اور اس میں ہر روز اضافہ ہونا چاہیے۔

نبی ﷺ کو جس چیز کی دعا سکھائی گئی وہ مال و دولت کے حصول کی نہیں تھی۔

رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا

یا اللہ میرا علم زیادہ کر دے اور پھر علم کے ساتھ ساتھ عمل میں بھی آگے بڑھے انسان، تب علم کا فائدہ ہوتا ہے۔

یادرکھیے:

علم سکھانے والے کے لیے ساری مخلوقات دعائیں کرتی ہے۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا:

یقیناالله، فرشتے اور تمام اہل زمین و آسمان یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں، مچھلیاں بھی اس شخص کے لیے دعائے خیر کرتی ہیں

اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے جو لوگوں کو بھلائی کی باتیں سکھاتا ہے اس لیے ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ جو خیر کی بات جو اس کو پتہ ہے وہ آگے ضرور share کرے۔

جیسے ہمیں دنیا بھر کی خبریں پتہ ہوتی ہیں، خاندان بھر کی خبریں کچھ بزرگ خواتین کو پتہ ہوتی ہیں کون کیا کر رہا ہے، سارا دن فون لے کر خبریں معلوم کر کے دوسروں کو بتاتی ہیں

اس سے بہتر ہے کہ علم حاصل کر کے اپنے گھر والوں اور دوسروں کے ساتھ شئیر کیا جائے۔

بلغوا عني ولو آية

مجھ سے آگے پہنچاؤ خواہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔

ضروری نہیں ہے کہ دو گھنٹے کا لیکچر ہو ایک بات بھی اچھی جو آپ کسی سے شئیر کر لیں گے وہ آپ کے لیے خیر و بھلائی کا باعث بنے گی ان شاءاللہ۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا:

وہ شخص جو علم حاصل کرے پھر اسے بیان نہ کرے (یعنی کسی کو نہ بتائے) اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو خزانہ جمع کرتا رہے اور اس میں سے خرچ کچھ نہ کرے (بہت بخیل ہے)

- ❖ **آیت 123** مدینہ کے قریب ترین علاقوں کی طرف جانے کا کہا جا رہا ہے۔
- ❖ **آیت 124**

یادرکھیے:

قرآن کے نزول سے قرآن پڑھ کر مومن کا ایمان بڑھتا ہے، منافق کا نفاق بڑھتا ہے پھر ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم کس صف میں شامل ہیں؟ منافقین ہنسی مذاق میں ٹالتے ہیں، قرآن کو اس کے مرتبے سے گراتے ہیں لیکن ایمان والوں کے پاس قرآن کی کوئی بات پہنچتی ہے تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔

تین باتیں جس میں ہوں اللہ اسکے دل کو ایمان سے بھر دیتا ہے:

1۔ عالم کی صحبت

2۔ قرآن کی تلاوت

3۔ روزے رکھنا

❖ آیت125

منافقین کو قرآن نے کچھ فائدہ نہ دیا۔ ان کی خرابیاں اور زیادہ ہوتی رہیں۔

تو قرآن کا دل پر اثر نہ ہونا دل کے بیمار ہونے کی علامت ہے۔

❖ آیت126 اللہ تعالیٰ ان پر آزمائشیں بھیجتا ہے کہ شاید ہوش میں آجائیں۔

❖ آیت127

جب آنکھ او جھل ہوتی ہے تو چپکے سے مجلس سے نکل جاتے ہیں۔

یہ لوگ مجلس میں ہوں تب بھی نہیں سمجھتے، نہ آئیں تب بھی انہیں ہوش نہیں، اپنی غلطی کا احساس نہیں۔

❖ آیت128

سبحان اللہ ایک لیڈر کے اندر یہ خوبی بہت زیادہ ہونی چاہیے کہ ساتھیوں میں سے کسی کو تکلیف ہو تو اس کو بھی تکلیف پہنچے۔

اس کے اندر ایک شدید تڑپ ہے کہ سب لوگ ہدایت پا جائیں۔

نبی ﷺ کی یہ حرص تھی کہ سب لوگ آگ سے بچ جائیں۔

✷ فرمایا: میری مثال اور لوگوں کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی جب اس کے چاروں طرف روشنی پھیل گئی تو پروانے اور کیڑے مکوڑے جو آگ پر گرتے ہیں اس میں گرنے لگے وہ آدمی ان کو آگ سے دور کرتا ہے لیکن وہ اس کے قابو میں نہیں آتے لیکن آگ میں گرتے رہتے ہیں اسی طرح میں تمہاری کمروں سے پکڑ کر میں تمہیں آگ سے دور کرتا ہوں اور تم ہو کہ اس میں گرتے جاتے ہو۔

آپ ﷺ نے امت کی خاطر اپنے آرام کو ترک کر دیا۔ آپ ان کی تکلیف کا خیال رکھتے تھے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نماز شروع کرتا ہوں اور میرا ارادہ لمبی نماز پڑھانے کا ہوتا ہے لیکن میں بچے کی رونے کی آواز سنتا ہوں تو میں اس کی والدہ کی تکلیف کی شدت کی وجہ سے نماز چھوٹی کر دیتا ہوں۔

کیا ہم بھی دوسروں کے لیے اتنے caring ہیں کہ ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ تو ہر وہ شخص جو لیڈرشپ کے مقام پر ہے اس کو لازماً اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس کے ساتھی کس حال میں ہیں۔

کسی تکلیف میں تو نہیں آپ امت کے لیے روتے تھے ان کے لیے دعائیں کرتے تھے۔

❖ آیت129

حَسْبِيَ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ ٱلْعَرْشِ ٱلْعَظِيمِ

تو یہ کلمہ بڑا اہم کلمہ ہے، پریشانیوں میں کفایت کرنے والا ہے۔ سنن ابی داؤد کی روایت میں آتا ہے کہ جس نے صبح و شام سات بار یہ پڑھا اللہ اس کی پریشانیوں میں اس کی کفایت کرے گا۔

اور اگر آپ پر کوئی الزام لگائے یا تکلیف دے جس کا آپ کے پاس جواب نہ ہو تو بھی حسبی اللہ و نعم الوکیل پڑھیں۔

سورت یونس

مکی سورت ہے۔

سورت یونس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توحید بیان کرتی ہے جو کہ مکی سورتوں کا خاصہ ہے اور اس میں بے شمار دلائل دیئے گئے ہیں عقلی بھی اور نقلی بھی۔

سورت یونس کی ابتداء نبی ﷺ کی طرف وحی آنے کے بارے میں ہوئی۔ سورت التوبہ کا اختتام بھی نبی ﷺ سے متعلق ہے اور سورت یونس کا آغاز بھی۔

یہ پہلی سورت ہے جو کسی نبی کے نام پر ہے اور تین مسلسل سورتیں یونس، ھود اور یوسف انبیاء کے ناموں پر ہیں۔ اگرچہ اس میں یونس علیہ السلام کا ذکر بہت مختصر ہے لیکن باقی تمام واقعات کے مقابلے میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

- **آیت 2** ایمان والوں کو یہ خوشخبری ہے کہ ان کا مرتبہ اور مقام ان کے رب کے پاس عزت والا ہے۔

- **آیت 3-4**

اب رب کی پہچان کروائی جارہی ہے کہ کس کو ماننا ہے؟ کس کو پوجنا ہے؟

سارے اختیارات کا مالک اللہ ہے۔

کیا تم غور نہیں کرتے کہ ساری کائنات اس کی اطاعت میں ہے اسی کے چلانے سے چل رہی ہے تو تمہیں بھی اسی کی طرف اپنا رخ کرنا چاہیے۔

آئے بھی اسی کے پاس سے ہیں اور جانا بھی وہیں ہے تو جتنے دن یہاں ہیں وہ بھی اسی کی یاد میں گزریں تو اچھا ہے تب ہی کامیابی ہوگی۔

اللہ نے آخرت کا دن کیوں رکھا ہے؟

اعمال کا بدلہ دینے کے لیے کیونکہ دنیا میں یہ ممکن نہیں کیونکہ ایک بندہ ہزار لوگوں سے نیکی کرتا ہے لیکن ہزار لوگ تو اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور پہنچائیں بھی تو وہ کتنا سنبھالے گا پھر یہ بدلہ تو آخرت میں ہی مل سکتا ہے۔

اسی طرح ایک شخص نے ہزار کو قتل کر دیا، ہزار کے قتل کا بدلہ اس ایک سے اس دنیا میں نہیں لیا جا سکتا ہاں آخرت ہے اس کے لیے۔

- **آیت 5**

یہ اللہ کی قدرت کی نشانیاں انسان کو فائدہ پہنچانے کے لیے ہیں۔

علم والے ہی ان نشانیوں کی تفصیلات جانتے ہیں چاہے وہ دین کا علم ہو یا دنیا کا علم جو ایمان کے ساتھ ہو۔ ایمان کے بغیر ان چیزوں کی تفصیلات انسان کو کسی نتیجے تک نہیں پہنچاتی اور پھر وہ ان چیزوں کا صحیح حق بھی ادا نہیں کرتا۔

- **آیت 7** یعنی آخرت کا یقین نہیں جن کو۔

دنیا میں ہی دل لگالیا اسی کی رونقوں میں گم ہیں۔

✧ حسن کہتے ہیں :

اللہ کی قسم جب تک کافر اس دنیا پر راضی نہیں ہوئے تھے انہوں نے دنیا کو نہ ہی مزین کیا نہ اس کا مرتبہ بلند کیا جب دنیا پر راضی ہو گئے تو وہ اس کو خوبصورت بنانے میں لگ گئے اور اس کے معیار کو بلند کرنے میں لگ گئے۔ وہ اللہ کی کونی آیات سے بے خبر اور غافل ہیں ان میں غور و فکر نہیں کرتے اور اللہ کی شرعی آیات کا بھی انہیں علم نہیں کہ جن پر وہ عمل پیرا ہوں۔ تو ایسے لوگوں کے لیے قیامت کے دن پھر آگ ہی ٹھکانہ ہے۔

یاد رکھیے:

انسان اپنی ساری قوتوں اور سوچ و بچار کا مرکز صرف دنیا کو نہ بنائے، اپنا ھم و غم صرف دنیا کو نہ بنائے۔

اپنی آخرت کو بھول کر صرف دنیا کے پیچھے لگ جانا ناکامی کی علامت ہے۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کا مقصد اور حرص دنیا ہو اور وہی اس کا ہدف اور منزل بن جائے اور وہ اسی کی نیت رکھتا ہو (ہر چیز میں صرف دنیا تلاش کر رہا ہو) اللہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کا فقر و فاقہ کر دیتے ہیں (محتاجی ہر وقت اس کو کچھ نہیں پاس) اور اس پر اس کے معاملات بکھیر دیتے ہیں (اس کے کام سمٹنے میں ہی نہیں آتے) اور اس کو اتنا ہی ملتا ہے جو اس کے لیے لکھ دیا گیا۔ اور جس شخص کا مقصد اور حرص آخرت ہو اور وہی اس کا ہدف بن جائے اور وہ اسی کی نیت کرتا ہو تو اللہ اس کے دل میں غنا ڈال دیتا ہے (اس کو راضی کر دیتا ہے) اس کے معاملات کو یکجا کر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے۔

❖ آیت 9

ایمان کی بدولت دنیا میں بھی

استقامت ملتی ہے اور آخرت میں جنت کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔

ایمان ذریعہ بنتا ہے ہدایت کا تو اس لیے ہدایت میں اضافے کے لیے ایمان بڑھانے کی فکر کرنی چاہیے تب ہی علم بھی فائدہ دیتا ہے ورنہ انسان انفارمیشن حاصل کرتا جائے اور ایمان نہ بڑھے تو عمل میں کچھ نہیں آتا اور جب عمل نہیں تو آخرت کا فائدہ نہیں ہوتا۔

نیک اعمال کی بدولت بھی جنت کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔

ابن جریج نے اس آیت کے بارے میں کہا کہ:

ایسا شخص جسے ایمان کے ساتھ جس کو ہدایت ملی جب اپنی قبر سے اٹھے گا تو اس کا عمل اس کے لیے ایک اچھی شکل و صورت اور اچھی خوشبو میں متشکل ہو جائے گا یعنی عمل خوبصورت شکل والی چیز جس میں سے خوشبو آئے گی وہ بن جائے گا اور وہ عمل اپنے ساتھی کے گلے ملے گا اور اسے بھلائیوں کی خوشخبری دے گا اور کہے گا تم کون ہو۔ وہ کہے گا میں تمہارا عمل ہوں۔ یعنی عمل استقبال کرے گا وہ اس کے آگے آگے روشنی کرے گا یہاں تک کہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

(آپ کو معلوم ہے کہ پل صراط کے اوپر بھی روشنی چاہیے، آخر تک حشر کے میدان میں ہر ایک کے پاس وہی روشنی ہے جو اس کے اپنے عمل کی ہے تو جتنا چاہے کوئی اس روشنی کو اپنے عمل کے ذریعے بڑھا لے۔)

اور کافر کے لیے اس کا عمل بری شکل، بری صورت اور بدبودار صورت میں متشکل ہو گا وہ اپنے مالک سے چمٹ جائے گا، چمٹا رہے گا یہاں تک کہ اسے جہنم میں گرا دے۔

تو قبر میں جاتے ہی انسان کے نیک اعمال اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مومن کی مثال اور موت کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کے تین دوست ہوں ان میں سے ایک مال ہو وہ کہے کہ اپنی چاہت کے مطابق لے لو، دوسرا کہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں جب تو مر جائے گا تو الگ ہو جاؤں گا، تیسرا کہے گا میں تیرے ساتھ ہوں ساتھ ہی جاؤں گا ساتھ ہی نکلوں گا پہلا دوست مال ہے، جو صرف دنیا تک کام آتا ہے، دوسرا اولاد جو قبر تک ساتھ جاتی ہے اور تیسرا عمل جو قبر میں ساتھ رہتا ہے، اور پھر آخرت میں بھی ساتھ اٹھے گا۔

لیکن ہم مال اور اولاد کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور عمل کی طرف سے کوتاہی کر جاتے ہیں۔

نیک اعمال روشن چہرے کی صورت میں قبر کی تنہائی دور کریں گے۔

✷ روایت میں آتا ہے:

اس کے پاس ایک ایسا آدمی آتا ہے (نیک اعمال کی شکل میں) جس کا چہرہ انتہائی خوبصورت، کپڑے انتہائی خوبصورت اور اس سے بڑی اچھی خوشبو آتی ہے وہ کہتا ہے کہ تو خوشخبری پا اس چیز کی جو تجھے خوش کر دے (یعنی اللہ کی رضا، جنت کی) یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا تو وہ فوت شدہ آدمی اس سے کہتا ہے کہ اللہ تجھے بھی خیر کی بشارت دے تو کون ہے؟ تیرا چہرہ کیا ہی مبارک ہے جو خیر لایا ہے، وہ کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں، اللہ کی قسم جو کچھ میں جانتا ہوں وہ یہ کہ تو اللہ کی اطاعت میں بڑی جلدی کرتا تھا اور اللہ کی نافرمانی میں سست تھا فجزاک اللہ خیرا

یاد رکھیے:

نیک عمل آج ہمیں بھاری لگتے ہیں، قرآن کی مجلس میں حاضر ہونا، سیکھنا، نیکی کے کام اور پھر اس میں سے جو عمل کے نکتے ہیں ان پر عمل کرنا یہ نفس پر بھاری ہوتے ہیں، مصروفیات میں گم ہو جاتے ہیں پھر یاد نہیں رہتا لیکن یہی تو کام آنے والا ہے اس کی فکر کرنے کی ضرورت ہے، دنیا میں مشغول نماز میں بس جلدی سے چار سجدے کر کے آتے ہیں جیسے بوجھ اتارا پھینکا آئے حالانکہ اس نے ساتھ جانا ہے یہ کام یہیں دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔

❖ آیت 12

یہ بڑا بے وفائی والا اور مطلبی معاملہ ہے کہ اللہ کو صرف اس وقت یاد کیا جائے جب کوئی پریشانی ہو اور جب پریشانی چلی جائے تو انسان غفلت میں پڑ جائے۔

خوشحالی میں، تنگی میں ہر حال میں اللہ کو یاد رکھنا ہے۔

❖ آیت 15 یعنی قرآن کو اپنی خواہشات کے مطابق بدلنا چاہتے ہیں اپنی عقل کے مطابق۔

سوچیے:

آپ کی عقل بڑی ہے یا اللہ کی؟

❖ **آیت16** محمد ﷺ نے 40 سال تک کوئی قرآن نہیں سنایا تھا اب اللہ کا حکم آیا ہے تو سنا رہے ہیں۔ پھر آخر تم کیوں نہیں سمجھتے۔

❖ **آیت18** اہل مکہ کی طرف اشارہ ہے جو اس وقت بت پرستی میں مبتلا تھے۔

❖ **آیت21** یعنی انسان اللہ تعالی کے ساتھ جیسا بھی معاملہ کرتا ہے بے وفائی کا، خود غرضی کا وہ سب کچھ لکھا جا رہا ہوتا ہے اور اللہ کو براہ راست بھی معلوم ہے۔

❖ آیت22-23

پھر اللہ تعالی کی پہچان کی بات ہے اللہ تعالی کی الوہیت کے دلائل ہیں۔

دعا بھی عبادت ہے۔

یعنی مصیبت کے وقت اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالی مضطر، بے قرار انسان کی دعا سنتا ہے چاہے وہ مسلمان ہو یا نہ ہو۔

کہنا یہ مقصود ہے کہ جب سارے سہارے ٹوٹ جاتے ہیں، کوئی کام آنے والا نہیں ہوتا تو پھر سب کو بھول کر اللہ کو پکارتے ہیں اور یہ انسان کی فطرت میں ہے۔

خشکی پر اتر کر پھر وہی شرک، وہی نافرمانی شروع کر دیتے ہیں۔

دنیا میں انسان کتنے دن اللہ سے بھاگ لے گا۔

سوچئیے:

ہم دین کی طرف نہیں آنا چاہتے، نہ آئیں، بھاگیں اللہ سے، کہاں پہنچیں گے اللہ ہی کے پاس پہنچیں گے پھر بھاگنے کا کیا فائدہ۔

اطاعت کی طرف آجائیں جب جانا اسی کے پاس ہے تو اس کو راضی کریں۔

❖ آیت24

بعض اوقات انسان ایک موسم میں پھول لگاتا ہے پھر ایک دن فروسٹ (خزاں) آجاتی ہے اور سب کچھ ختم ہو جاتا ہے، جیسے کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں دنیا کی رونقیں کس طرح ختم ہو جاتی ہیں۔

یاد رکھیے:

قیامت کے دن دنیا یونہی لگے گی جیسے کوئی چیز ہی نہ تھی انتہائی حقیر.

گھر میں اولاد میں جن جن چیزوں کو ہم بہت بڑا سمجھتے ہیں جن سے بڑا خوش ہوتے ہیں، بڑا inspire ہوتے ہیں، ان سب چیزوں کے بارے میں سوچیے، آج جائیے اور ضرور دیکھیے۔

ہوتا ہے کہ آپ کوئی پرفیوم بڑا پسند ہے، جیولری بڑی اچھی لگتی ہے، ڈریس آپ کو بڑا پسند ہوتا ہے تو آپ اس کو نہ کسی کو دیتے ہیں، سنبھال سنبھال کر رکھتے ہیں، تھوڑا تھوڑا استعمال کرتے ہیں کہ کہیں ختم نہ ہو جائے، کتنی چیزیں ہوتی ہیں جن کے ساتھ ہماری emotional memories منسلک ہوتی ہیں، یہ فلاں موقع کی یادگار ہے یہ فلاں وقت کی چیز ہے، نانی دادی، پردادی کے وقت سے چیزیں لے لے کر چل رہے ہوتے ہیں، **کبھی سوچیں**

وہ بھی چھوڑ گئے ہم نے بھی چھوڑ جانا ہے، اس وقت کو ان چیزوں کی خدمت میں نہ استعمال کریں، آگے کی سوچیں وہاں کیا کام آئے گا؟ وہاں کیا فائدہ دے گا؟ وہاں کے لیے جمع کریں ان کو۔

دنیا میں سب سے زیادہ خوشحال شخص، جب اس سے پوچھے گا۔ اے آدم کے بیٹے! کبھی تم نے کوئی بھلائی دیکھی، کبھی تمہیں کوئی نعمت چھو کر گزری۔ کہے گا اے میرے رب کی قسم! میں نے کبھی بھی کچھ نہیں دیکھا۔

یہ اس شخص کا جواب ہو گا جو دنیا میں سب سے زیادہ خوشحال ہو گا۔

اور جو دنیا میں سب سے زیادہ تکلیف اور تنگی والا کہے گا جنت دیکھ کے کہ میں نے کبھی کوئی تکلیف، تنگی دیکھی ہی نہیں۔ سب تکلیف بھول جائے گا۔

اور جنت کی نعمتیں دیکھ کر دنیا کی یہ حقیر چیزیں جن کو ہم بہت بڑا سمجھتے ہیں ان کو وہاں لانا نہیں چاہیں گے

,جنت میں اس کی کوئی value نہیں ہو گی۔ جن دنیا کی چیزوں کو ہم دنیا میں بہت value دیتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں ہیں حقیر ترین ہیں اگر یہ اطاعت میں نہیں لگ رہی۔

اگر کوئی بھی چیز جیسے آپ کی گاڑی، آپ کا وقت ہے کوئی بھی چیز اللہ کی اطاعت، نیکی اور خیر کے کاموں میں لگ رہا ہے وہ قیمتی ہے وہ وہاں بھی کام آجائے گا وہ ساتھ ہو گا، وہ خوشنما شخص کی شکل میں آپ کے ساتھ آجائے گا۔

تو دنیا آفات کا گھر ہے، فانی۔ یہاں کی راحتیں بہت تھوڑی ہیں اس لیے آخرت کے لیے اپنے آپ کو تھکانا چاہیے۔

❖ آیت26

یعنی کاغذ کے ایک صفحہ پر جو جو کچھ دنیا میں آپ کر رہے ہیں اس صفحہ کو جب پلٹا جائے گا آخرت میں تو وہ سب ہی نکلے گا۔

اور زیادہ کیا ہے؟

اللہ سبحانہ وتعالی کا دیدار۔

جب اہل جنت جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ تبارک وتعالی ان سے فرمائیں گے کیا تم مزید کچھ چاہتے ہو، وہ عرض کریں گے کیا تو نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کر دیا ہے، کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کر دیا ہے، کیا تو نے ہمیں آگ سے نجات نہیں دے دی۔ تو اللہ تعالی ان کے درمیان سے اپنا حجاب ہٹا دے گا۔ جنتی اللہ تعالی کا دیدار کریں گے تو جو کچھ انہیں ملا ہو گا ان میں سے سب سے زیادہ محبوب ترین چیز ان کے لیے رب کا دیدار ہو گا۔ جس کے بعد انہیں باقی چیزیں بہت چھوٹی لگیں گی۔

تو جو اللہ کی رضا، اس کے دیدار اور اس کے چہرے کے لیے نیک عمل کرتے ہیں وہی اس کو پا سکیں گے۔

❖ آیت28

یعنی قیامت کے دن سب بیزار ہو جائیں گے بہت سے لوگ سورج کے پیچھے چلیں گے، کچھ چاند کے، کچھ بتوں کے اور پھر جب ان کو بھی جہنم میں پھینکا جائے گا تو وہ ساتھ ہی چلیں گے۔

معبود وہاں جا کر انکاری ہو جائیں گے۔

❖ آیت 31

سوچے انسان پانی ہو، چارہ ہو، کھانا ہو، کہاں سے آتا ہے۔

اللہ پانی نہ برسائے تو پانی ختم ہو جائے، برف نہ پڑے تو ذخیرہ ختم ہو جائیں، زمین کچھ نہ اگائے تو کھانے کو کچھ نہ ملے۔

جب سب کچھ وہ کر رہا ہے، خالق وہ ہے، مالک وہ ہے، رازق وہ ہے، تو اس کی عبادت کیوں نہیں کرتے، اس کے آگے کیوں نہیں جھکتے، اس سے ڈرتے کیوں نہیں۔

❖ آیت 35-36

حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ قیاس اور گمان کے پیچھے چل رہے ہیں ان کے پاس دلیل کوئی نہیں ہے۔ حالانکہ گمان حق کے مقابلے میں کسی کام نہیں آتا۔

دنیا میں جو لوگ بھی اللہ کا، حق کا انکار کرتے ہیں وہ صرف وہم و گمان کا شکار ہیں ان کے اپنے کچھ خود ساختہ خیالات ہیں کوئی ٹھوس دلیل نہیں ہے ان کے پاس۔

❖ آیت 37

اللہ کی توحید کے دلائل کے بعد قرآن کی تصدیق کی بات کی جا رہی ہے تا کہ اگر انسان ایمان لے آئے تو ہدایت کا سامان بھی ہو ورنہ خالی اللہ کو رب مان لینا ہی کافی نہیں اس کو جاننا بھی ضروری ہے کہ وہ رب ہے، اس کی اطاعت ضروری ہے۔

❖ آیت 41

ایک داعی کو بتانے کے بعد مطمئن ہونا چاہیے اور پھر اپنے عمل پر توجہ دینی چاہیے۔

❖ آیت 42

یاد رکھیے:

صرف سنتے جانا اور عمل کچھ نہ کرنا انسان کے لیے ہلاکت کا باعث ہے۔

✸ نبی ﷺ نے ایک دفعہ ممبر پر فرمایا:

تم رحم کرو تم پر رحم کیا جائے گا، معاف کر دو اللہ تمہیں معاف کر دے گا، ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو صرف باتیں سنتے ہی ہیں، ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے گناہوں پر جانتے بوجھتے اصرار کرتے ہیں اور ڈٹے رہتے ہیں۔

یاد رکھیے: مومن اور کافر کی بصارت اور بصیرت میں فرق ہوتا ہے تو انسان جب تک علم سے عمل کا فائدہ نہیں اٹھاتا وہ صاحب بصیرت نہیں ہوتا۔

❖ آیت 45

اللہ اکبر قیامت کے دن یہ لمبی لمبی زندگیاں 60-70 سال کی کیا محسوس ہوں گی؟

ایک گھڑی، ایک سیکنڈ۔

وہاں بھی ایک دوسرے کو پہچان لیں گے۔ ہر ایک اپنے اعمال کے مطابق حال میں ہو گا، کچھ خوشحال ہوں گے کچھ بدحال۔

انسان کی خوبی اور بھلائی کس میں ہے؟

کہ وہ اللہ کے بعد قرآن کے بعد آخرت پر بھی ایمان رکھتا ہو۔

❖ آیت49

انسانوں کی موت کا وقت، پرندوں کی موت کا وقت دنیا کی موت کا وقت سب کچھ لکھا ہوا ہے اور مقرر وقت پر وہ آ پہنچتی ہے۔

❖ آیت51

یعنی موت کے وقت انسان کے سامنے حقیقت کھل جاتی ہے، یا کسی آفت کے ساتھ انسان گھر جائے تو اس کو پتہ چل جاتا ہے کہ قوت تو اللہ ہی کی ہے، سچائی وہی ہے جو قرآن و سنت میں ہمیں بتا دی گئی تھی۔

❖ آیت57

یہ قرآن پہنچ چکا ہے، یہ دلوں کی بیماریوں کی شفاء ہے دلوں کے امراض کا علاج ہے، اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

قرآن سینے کی بیماریوں کی شفاء

یعنی گھٹن، تنگی، وسوسے، برے خیالات اور فاسد ارادے اور بری نیتیں جو شیطان انسان کے دل میں ڈالتا ہے وہ سب کو نکال دیتا ہے اور انسان کو اندر سے صاف ستھرا کر دیتا ہے۔

اسی طرح قرآن مجید عام بیماریوں کے لیے بھی شفاء ہے۔ خاص طور پر سورت الفاتحہ۔

✧ ابن القیم کہتے ہیں:

دلوں اور جسموں کی بیماریوں میں سے کوئی بیماری ایسی نہیں جس کا علاج اور اس کے سبب کی طرف رہنمائی کا ذریعہ قرآن میں موجود نہ ہو۔

تو اس نعمت، اور رحمت ہدایت کے آنے پر ہمارا طرز عمل کیا ہونا چاہیے؟

❖ آیت58

خوش ہونا چاہیے، اس کو پا کر، اس کو سن کے، اس کو سمجھ کے، اس پر عمل کر کے، اس کے ذریعے اپنا علاج کر کے۔

قرآن کو چھوڑ کر لوگ جن دوسری چیزوں کو preference دیتے ہیں، ان میں مشغول ہیں یہ قرآن ان سب سے بہتر ہے۔

❖ آیت61

قرآن بتاتا ہے کہ ذرہ سے بھی چھوٹی چیز ہے جو ٹوٹ سکتا ہے اور بہت بڑی طاقت بن جاتا ہے Atom bomb بن سکتا ہے۔

ہر چیز ریکارڈ ہے اس لیے کوئی علم گم ہونے والا نہیں یعنی اللہ کا علم لکھا ہوا بھی ہے۔

❖ آیت 62

مومن کو دنیاوی غم تو ہوتے ہیں جیسے نبی ﷺ, حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹے کی وفات پر غمزدہ ہوئے تھے لیکن مومن کا غم مستقل طور پر برقرار نہیں رہتا، وقتی طور پر اس کو غم آتا ہے لیکن پھر قرآن اس کے لیے شفاء بن جاتا ہے اللہ کی ہدایت ملتی ہے اور پھر وہ اس غم سے باہر نکل آتا ہے۔یعنی دائمی غم لاحق نہیں ہوتا اسی طرح ذلت کا غم، دشمن کے غلبے کا غم، دین کے اقتدار کے ختم ہونے کا غم۔یہ غم ہوتے ہیں لیکن پھر اللہ تعالی تسلی بھی دیتا ہے۔

✷ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو نہ نبی ہوں گئے نہ شہید، لیکن قیامت کے دن اللہ کے یہاں ان کے بلند مراتب و منازل کی وجہ سے انبیاء اور شھداء ان پر رشک کریں گے صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہمیں بتائیں وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے جو آپس میں اللہ کی کتاب یا اللہ سے محبت کی بناء پر آپس میں محبت کرتے ہوں گے۔حالانکہ ان کا آپس میں نہ کوئی رشتہ تھا نہ کوئی مالی لین دین تھا، پس اللہ کی قسم ان کے چہرے پر نور ہوں گے، جب لوگ خوفزدہ ہو رہے ہوں گے تو انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا، جب لوگ غمگین اور پریشان ہو رہے ہوں گے تو انہیں کوئی غم اور پریشانی نہ ہوگی، پھر آپ نے اسی آیت کریمہ کی تلاوت کی۔

أَلَآ إِنَّ أَوۡلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ

تو سوچیے:

قرآن کس طرح انسان کو ہدایت بخشتا ہے، روشنی بخشتا ہے، دنیا اور آخرت کے غموں سے چھٹکارا عطا کرتا ہے۔

❖ آیت 64

اللہ کے وعدوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی آزما کر تو دیکھیں۔

✷ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: ایک آدمی خالص اللہ کے لیے کوئی کام کرتا ہے لیکن لوگ اس سے اس کے کام کی وجہ سے محبت کرنے لگتے ہیں۔آپ نے فرمایا: یہ مومن کو جلد ملنے والی خوشخبری ہے (یعنی دنیا میں ہی اس کو دکھا دیا جاتا ہے کہ تمہارے کام کی کیا قبولیت ہے)

❖ آیت 65

دنیا میں اگر کوئی آپ پر جھوٹے الزام لگائے، آپ کی غلطیاں پکڑ پکڑ کر اچھالے تو ان باتوں پر غم نہ کریں کیونکہ عزت اللہ کے پاس ہے، اور اللہ ہی کی ہے وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

❖ **آیت 66** جن کا اللہ پر بھروسہ نہیں وہ محض خیالات کی دنیا میں ہیں۔

❖ **آیت 70** یعنی من گھڑت دین پیش کر کے دنیا سے تو کچھ فائدے حاصل کر سکتے ہیں لیکن پھر انہیں ہماری ہی طرف واپس لوٹ کر آنا ہے۔

❖ آیت 71

آپس میں مشورے کے جو کچھ نبی کے خلاف کرنا ہے کر گزرو۔

کیونکہ ان کو یہ اعتماد تھا کہ وہ جو کر رہے ہیں کہہ رہے ہیں وہ بالکل صحیح ہے، دشمنوں کی چالیں ان کو نقصان نہیں دیں گی۔

❖ آیت 81

اگر کسی پر بھی جادو کا شک وشبہ ہو تو اس پر یہ آیات پڑھنا بہت فائدہ دیتا ہے

مَا جِئۡتُم بِهِ ٱلسِّحۡرُۖ إِنَّ ٱللَّهَ سَيُبۡطِلُهُۥٓ

بار بار repeatedly پڑھیں

إِنَّ ٱللَّهَ سَيُبۡطِلُهُۥٓ

إِنَّ ٱللَّهَ سَيُبۡطِلُهُۥٓ

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُصۡلِحُ عَمَلَ ٱلۡمُفۡسِدِينَ

اس طرح بار بار پڑھنا چاہیے

❖ آیت 83

کیونکہ young blood ڈر تا کم ہے، نوجوان رسک لے لیتے ہیں، آگے بڑھتے ہیں۔ بڑوں کے اندر طرح طرح کے خطرات خدشات اور خوف ہوتے ہیں کہ اگر ہم نے یہ کر لیا تو معلوم نہیں کہ کیا ہو جائے گا۔

یاد رکھیے۔

یہ رامصیص 2 پیدا ہوا تھا BC1303 میں

۔ فرعون ان کے بادشاہوں کا لقب تھا۔ جس کا مقابلہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا یہ بہت طاقتور بادشاہ تھا اس نے بے شمار تعمیرات کیں، شہر بسائے، نہریں نکلوائیں اور بہت بڑے بڑے کام کیے تاکہ لوگ اسے بعد میں یاد رکھیں اور اپنے آپ کو رب الاعلیٰ کہتا تھا اور اتنی اس کی ہیبت اور خوف تھا اس کی اپنی قوم پر اور بنی اسرائیل پر بھی کہ انہیں ڈر لگتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے چلیں یا ان کی کوئی بات مانیں، تو اسی کی طرف یہاں اشارہ ہے۔

ۦ خَوۡفٖ مِّن فِرۡعَوۡنَ وَمَلَإِيْهِمۡ أَن يَفۡتِنَهُمۡۚ

قرآن بھی یہ بتاتا ہے۔

وَإِنَّ فِرۡعَوۡنَ لَعَالٖ فِي ٱلۡأَرۡضِ

یعنی لوگوں کو سخت سزائیں دیتا تھا جو اس کی بات نہیں مانتے تھے۔ کتنی بڑی آزمائش تھی ہمارے لیے لا الہ الا اللہ پڑھنے میں کوئی مشکل نہیں۔ ظاہر ہے اس وقت جس نے ایمان کا دعویٰ کیا اس کا اجر اور مرتبہ بھی کتنا بڑا ہو گا۔

❖ آیت 84-85

سارے خوف اور مشکل سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟ توکُّل

یہاں توکُّل کو دعا پر مقدم کیا گیا ہے۔

یعنی دعا مانگنے والے پر حق ہے کہ وہ اپنی دعا کی بنیاد اللہ کے توکل پر رکھے۔ اللہ سے بھروسہ کرتے ہوئے مانگے کہ وہ ضرور میرا مسئلہ حل کر دے گا۔ اس طرح دعا کی قبولیت کی زیادہ امید کی جاسکتی ہے اور دعا مانگنے والا یہ خیال نہ کرے کہ توکُّل دعا مانگنے کے برخلاف ہے کیونکہ دعا مانگنا مقصد کو پانے کے اسباب میں سے ہے۔

توکل بھروسہ ہے اور دعا سبب ہے۔

❖ آیت 87

یہاں بہت بڑی نصیحت اور سبق ہے ان لوگوں کے لیے جو oppression میں رہتے ہیں۔ جن کے یہاں مذہبی آزادی نہیں ہوتی، مسجدوں میں نہیں جا سکتے، اکھٹے بیٹھ نہیں سکتے، کہیں دین کی بات نہیں کر سکتے۔ یہاں آپ بہت خوش قسمت ہیں کہ آپ کو اپنے دین پر چلنے کی پوری پوری آزادی اور سپورٹ حاصل ہے۔

یہ اللہ کا بہت بڑا شکر اور انعام ہے کہ انسان کو اپنے دین کے اوپر پریکٹس کی سہولت نصیب ہو لیکن یہ آزادی ہر جگہ نہیں ہوتی کچھ جگہ پر اللہ کو ماننے والے بہت پسے ہوئے بھی ہوتے ہیں تو ان کو بڑے بڑے اجتماعات میں اکھٹا ہونے کی بجائے کیا کرنا چاہیے؟

کہ جہاں موجود ہیں وہیں پر ہی اللہ کا نام لیں، حالات تو ایک جیسے نہیں رہتے کبھی آپ بڑا کام کر لیتے ہیں اور کبھی آپ نہیں کر سکتے، تو جہاں جیسے بھی حالات ہوں اس کے مطابق strategy بنائیں۔

یہاں حکم دیا گیا کہ گھروں کو قبلہ بنا کر نماز قائم کریں یعنی گھر کے اندر ہی مصلی بنالو۔

عبادت تو نہیں چھوڑنی جیسے ممکن ہو جس طرح کا حال ہو ویسا طریقہ اختیار کر لو۔

❖ آیت 89

پیغمبروں کو بھی ثابت قدمی کی نصیحت کی جا رہی ہے اور یہ ہر اہل ایمان کے لیے بڑا ضروری ہوتا ہے کہ وہ جیسے بھی حالات ہوں ایمان کو پکڑ کر رکھے آسانی ہو یا مشکل ایمان کی رسی نہ چھوڑے ورنہ تباہی ہی تباہی ہے۔

❖ آیت 90

یاد رکھیے

موت کے فرشتے دیکھ کر، عذاب دیکھ کر اس وقت میں ایمان فائدہ نہیں دیتا۔

انسان نیک اعمال کے لیے دیر نہ لگائے، ٹال مٹول نہ کرتا رہے کہ بعد میں کر لوں گا، اس سال یہ مصروفیت ہے اگلے میں یہ۔

نہیں اللہ کی طرف آنا چاہتا ہے تو بس فیصلہ کر لے، آجائے۔

✷ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزوں کے ظاہر ہو جانے کے بعد کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا یا اس نے اپنے ایمان کی حالت میں کوئی نیکی نہ کمائی ہو۔

1۔ جب سورج مغرب سے نکلے گا

2۔ جب دجال نکل آئے گا۔

3۔ جب زمین سے جانور نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا۔

✷ اسی طرح ایک روایت میں آتا ہے کہ:

جب جان حلق تک آجاتی ہے پھر ایمان لانا فائدہ نہیں دیتا۔

اس وقت یہ کہنا کہ فلاں کو صدقہ دے دو، وہ تو اب دوسروں کا ہی مال ہو گیا وہ صدقہ بھی اس وقت فائدہ نہیں دیتا۔

تو اس لیے

صحت کی حالت میں، زندگی کی حالت میں، جوانی میں، طاقتور ہیں تب اللہ کی عبادت کی طرف راغب ہوں۔

سات لوگ عرش کے سایے تلے ہوں گے ان میں سے ایک وہ جوان جس کی جوانی اللہ کی عبادت میں گزری ہو گی۔

بڑھاپے کا انتظار نہ کریں کہ جب retire ہوں گے تو اچھے کام کریں گے، جوانی میں ہی وقت نکالیں، کچھ وقت دنیا کے لیے اور کچھ دین کے لیے۔

❖ آیت 92

رامصیس 2 کی لاش مصر کے عجائب گھر میں ہے لوگ جا کر اس کو دیکھتے ہیں۔ فرانس بھی لائی گئی اور اس کو کئی توپوں کی سلامی دی گئی تو یہ ایک نشانی ہے۔

قرآن نے کہا ہم اس کی لاش کو بچا لیں گے اور آج اس کی لاش دنیا میں موجود ہے یہ قرآن کی سچائی کی دلیل ہے۔

❖ آیت 94

اصل میں آپ ﷺ کو شک نہیں تھا۔ آپ کو کہہ کر سنایا دوسروں کو جا رہا ہے جو شک کرنے والے ہیں۔

❖ آیت 96

تقدیر کے مسئلہ کو واضح کیا جا رہا ہے۔

یاد رکھیے

جب بھی تقدیر کا مسئلہ سامنے آئے اور جب بھی دل میں یہ شک آئے کہ اللہ نے دل میں مہر ہی لگا دی ہے تو نعوذ باللہ ان پر ظلم ہے اور ان بندوں کا قصور نہیں ہے۔

تو ایک سوال خود سے اور ان سوال کرنے والے سے بھی پوچھا کیجیے۔

کیا اللہ ظالم ہے یا عادل ہے؟

اللہ ظالم ہے یا مہربان ہے؟ مہربان ہے اس نے اپنے اوپر رحمت لکھ رکھی ہے۔

کیا اللہ حکیم و علیم ہے یا لا علم ہے یا اس کے فیصلے حق کے مطابق نہیں ہیں؟

کیا جو عادل ہو، جو رحمان و رحیم ہو، جو علیم و حکیم ہو وہ کسی پر ظلم کر سکتا ہے کہ اسے ہدایت ہی نہ لانے دے۔

یہ موقع کب آتا ہے کہ جب عذاب ثابت ہو جاتا ہے؟

جب سارے مواقع دے دیئے جاتے ہیں کسی کو اور اس کے باوجود وہ نہیں مانتا۔

لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کو اگر پہلے ہی سے پتہ تھا تو نعوذ باللہ۔ اللہ نے جبر کیا،

نہیں۔

اللہ کا علم کامل ہے اس کو ماضی، حال مستقبل سب کا پتہ ہے اسے لیے وہ علیم وحکیم ہے اگر اسے پتہ ہی نہ ہو کہ آئندہ کیا آنے والا ہے تو وہ دنیا کا نظام کس طرح چلا سکتا ہے۔ تو اس کا یہ علم ہونا کہ کون جنت میں جائے گا اور کون جہنم میں جائے گا یہ ثابت نہیں کرتا کہ اس نے کچھ لوگوں پر ظلم کر کے انہیں جہنم میں ہی پھینکنا ہے۔ اس نے سب کو آزادی دی ہے، اختیار دیا ہے، ہدایت کا راستہ بتایا ہے اب پھر لوگوں پر چھوڑا اور ان کو عمل کی راہ دی ہے۔

ابھی پڑھا تھا کہ ان کے ایمان کی وجہ سے ان کو ہدایت دے گا۔

جو ایمان ہی نہ لائے، جو دلائل دیکھتے ہوئے بھی اپنی خواہشات کی بناء پر انکار کر دے تو پھر اللہ تعالی زبردستی بھی نہیں کرتا۔

تو جو لوگ تکبر کرتے ہیں، حق کو دیکھتے ہوئے بھی قبول نہیں کرتے، جب شامت آئی تو فرعون نے حق قبول کر لیا تو پہلے کہا تھا؟

جب اتنی نشانیاں ید بیضاء، عصا سب کچھ دکھایا جارہا تھا تو تم نہیں مانتے تھے۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ فرعون پر ظلم ہوا، اللہ کو پہلے سے پتہ تھا کہ فرعون نے جہنم میں جانا ہے۔ اللہ کو پتہ تھا کہ یہ بندہ اپنے تکبر کی وجہ سے مان کر نہیں دے گا۔

End of the day

بات ہم ہی پر آتی ہے کہ ہماری چوائس کیا ہے۔

❖ آیت 98

فرعون عذاب کو دیکھ کر ایمان لایا، فائدہ نہ ہوا لیکن قوم یونس کو ہو گیا۔ سچے دل سے گڑگڑائے کیونکہ ان کے پیغمبر ہی ان کو چھوڑ کر چلے گئے تھے ابھی ان کے عذاب کا وقت نہیں آیا تھا انہوں نے وقت سے پہلے ہی فائدہ اٹھا لیا۔

❖ آیت 100

سورت یونس کا مزاج

پورے عقائد پر بات ہوتی ہے، اللہ پر ایمان، کتابوں پر ایمان، رسولوں پر ایمان، تقدیر پر ایمان، آخرت پر ایمان۔ تو یہ ایمان بڑھانے والی سورت ہے۔

جو لوگ عقل استعمال نہیں کرتے، ہدایت پاتے نہیں تو پھر اللہ تعالی بھی توفیق چھین لیتا ہے۔

❖ **آیت 101** جو ہدایت چاہتا ہے اس کے لیے بڑے بڑے دلائل موجود ہیں۔

❖ **آیت 104** کوئی بڑے سے بڑا ڈاکٹر انسان کو موت کے منہ سے نہیں نکال سکتا موت انسان کو عاجز کر کے رکھ دیتی ہے۔ موت بتاتی ہے کہ کوئی اور ہے جس کا حکم چلتا ہے۔

❖ آیت 107

اگر انسان کا یہ عقیدہ مضبوط ہو جائے کہ سارا نفع و نقصان اللہ کے ہاتھ میں ہے تو اسکی سارے فکر و غم ہی دور ہو جائیں۔

اللہ ہم پر اپنا فضل کر دے۔

اللہ ہمیں بخش دے ہم پر اپنا رحم فرما۔

❖ آیت 108-109

یعنی پچھلے قوموں کے انجام کو بتا کر آپ ﷺ کو تسلی دی جا رہی کہ ابھی آپ کو جو کہا جا رہا ہے وہ کرتے جائے، انجام کی فکر نہ کیجیے، صبر کے ساتھ اپنا مشن مکمل کیجیے اور اللہ پر فیصلہ چھوڑ دیجیے وہ بہترین فیصلہ کرتا ہے، وہ آپ کی کوششوں کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا۔

یاد رکھیے

صبر اور نیک اعمال لازم وملزوم ہوتے ہیں۔

وحی کی اتباع کرنا اور پھر اس کی پیروی کرنا یہ سب ایمان کا حصہ ہیں۔

سورت ھود

❖ آیت 1

کم الفاظ میں جامع مضامین ہیں اس کے اندر۔

❖ آیت 2

اس سورت کا مضمون، میسج کیا ہے؟

اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، توحید کی دعوت ہے۔

❖ آیت 3

عبادت کے علاوہ کیا کرو؟

استغفار

اس سے پتہ چلتا ہے کہ

توبہ استغفار سے دنیا میں بھی رزق کی فراوانی ہوتی ہے۔

❖ آیت 5

تو اس بات پر ایمان ہونا چاہیے کہ اللہ کا علم ہر چیز پر چھایا ہوا ہے۔ وہ کھلی اور چھپی ساری باتوں کو جاننے والا ہے اس لیے اس کے ساتھ اپنا معاملہ درست کر لینا چاہیے۔

پارہ 11 کے Highlights

1. نیک کام کے لیے نیت بھی نیک چاہیے۔
2. انسان کی بات کی تصدیق یا تکذیب اس کے عمل سے ہوتی ہے کہ وہ اپنی بات میں کتنا سچا ہے یا کتنا جھوٹا ہے۔
3. کامیابی کے لیے ثابت قدمی بہت ضروری ہے۔
4. فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے اللہ تعالی کا قرب حاصل ہوتا ہے۔
5. واللہ یدعوا الی دار السلام
6. قرآن کا دل پر اثر نہ کرنا دل کی بیماری کی علامت ہے۔
7. صدقہ غموں کا، دکھوں کا، بیماریوں، پریشانیوں کا علاج ہے۔
8. مومن کا ایمان قرآن پڑھ کر اور زیادہ بڑھتا ہے جب کہ منافق کا پہلے سے بھی جاتا ہے۔
9. جو خوشحالی میں اللہ تعالی کو یاد رکھتے ہیں اللہ تعالی ان کی مشکل کے وقت ان کو یاد رکھتے ہیں۔
10. دین کے کاموں میں حیلہ سازی اللہ کو پسند نہیں کہ انسان اپنے من مانے مطلب نکال لے۔
11. صدقہ وخیرات سے صرف آپ کو خیر نہیں ملتی بلکہ وہ خیر اگلی نسلوں تک جاتی ہے۔
12. کچھ لوگ ہوتے ہیں جن کے کان بھی کھلے ہوتے ہیں اور انکے دل بھی زندہ ہوتے ہیں وہ جب قرآن سنتے ہیں تو وہ انکے دلوں پر اتر جاتا ہے۔
13. اللہ سبحانہ وتعالی پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے
14. علم حاصل کرنے سے انسان کے اندر نرمی پیدا ہوتی ہے۔
15. عالم کی عابد پر فضیلت ہے۔

اکیڈمک ڈپارٹمنٹ
(کراچی ریجن)